2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

مالی سال 18ء میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو عبوری تخمینوں کے مطابق 5.8 فیصد رہی جو مالی سال 17ء کی نمو 5.4 فیصد سے زائد ہے۔ حالیہ نمو گذشتہ 13 سال میں حاصل کی جانے والی بلند ترین نمو ہے جو م س 18ء کے طے کردہ مجموعی ہدف 6 فیصد کے قریب ہے۔ اس کارکردگی میں جن چیزوں نے اپنا کردار ادا کیا وہ زراعت میں صحت مند نمو، خدمات میں پائیدار نمو، اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں ہونے والا اضافہ ہیں۔

جی ڈی پی کی نمو کو کئی عوامل نے سہارا دیا، مثلاً (i) توانائی کی بہتر رسد، (ii) معاون پالیسیاں جن میں پست اور مستحکم شرحِ سود، اور زرِ اعانت، قرضے کی آسان شرائط کے ذریعے مالیاتی ترغیبات کی فراہمی، اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام پر بڑھتے ہوئے اخراجات شامل ہیں، (iii) سی پیک سے منسلک سرمایہ کاری اور منصوبوں کا تسلسل، اور (iv) سازگار بر آمدی طلب۔ مزید برآں، امنِ عامہ اور سلامتی کی بہتر صورتِ حال سے بھی معیشت کو فوائد حاصل ہوئے۔

جدول 2.1: جی ڈی پی اور اس کے اجزا

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

	تناسب	نمو			
		م س17ء[ن]	م س18ء[ع]	م س18ء[ہ]	نمو میں حصہ
زراعت	**18.9**	**2.1**	**3.8**	**3.5**	**0.7**
جس میں سے					
اہم فصلیں	4.5	2.2	3.6	2.0	0.2
گلّہ بانی	11.1	3.0	3.8	3.8	0.4
صنعت	**20.9**	**5.4**	**5.8**	**7.3**	**1.2**
جس میں سے					
کان کنی اور کوہ کنی	2.8	−0.4	3.0	3.5	0.1
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	10.8	5.6	6.1	6.3	0.7
بجلی کی پیداوار اور تقسیم	1.8	5.8	1.8	12.5	0.0
تعمیرات	2.8	9.8	9.1	12.1	0.2
خدمات	**60.2**	**6.5**	**6.4**	**6.4**	**3.8**
جس میں سے					
تھوک اور خردہ تجارت	19.0	7.5	7.5	7.2	1.4
مالیات اور بیمہ	3.4	10.8	6.1	9.5	0.2
عمومی سرکاری خدمات	7.9	5.9	11.4	3.9	0.9
جی ڈی پی	**100**	**5.4**	**5.8**	**6.0**	**5.8**
یادداشتی اجزا					
سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کا تناسب		16.1	16.4		

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے تو اس شعبے نے م س 18ء کے دوران 3.8 فیصد نمو حاصل کی جو گذشتہ سال کی 2.1 فیصد اور م س 18ء کے نمو کے ہدف 3.5 فیصد دونوں سے زائد ہے۔ جو چیز زراعت کے لیے مددگار ثابت ہوئی وہ زمرہ گلہ بانی سے

ملنے والی مہمیز، اور کپاس اور گنّے کی فصلوں کی پیداوار میں معقول اضافہ ہے، یہ گنّے کی فصل کا ایک اور ریکارڈ سیزن تھا۔ تصدیق شدہ بیجوں اور کیڑے مار ادویات جیسے خام مال کا معیار بہتر رہا، مشینوں کا استعمال بڑھا، اور قرضوں کی تقسیم میں بھی اضافہ ہوا جس نے پانی کی ناکافی دستیابی اور کھاد کے پست استعمال کے فصلوں پر منفی اثرات جزوی طور پر زائل کرنے میں مدد دی۔

تخمینے کے مطابق خدمات کے شعبے نے م س 18ء کے دوران 6.4 فیصد نمو کا ہدف تقریباً حاصل کر لیا ہے، اس میں تھوک اور خردہ تجارت کی کارکردگی طاقتور رہی جس نے اجناس پیدا کرنے والے زمرے میں بہتری، درآمدی حجم میں اضافے اور عمومی سرکاری خدمات سے فائدہ اٹھایا۔ تاہم مالیات اور بیمہ اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات میں گذشتہ سال کی نمو کی نسبت کمی دیکھی گئی۔

صنعتی شعبے کی کارکردگی بھی محدود رہی جس کی بنیادی وجہ بجلی اور گیس کی پیداوار اور تقسیم میں ہونے والی تیز رفتار کمی ہے۔ اس کمی کی بنا پر بھی جی ڈی پی کی نمو 6 فیصد کا نشانیہ عبور نہ کر سکی کیونکہ خدمات اور زراعت کے شعبوں نے اپنے ہدف حاصل کیے یا پھر وہ ہدف سے آگے بڑھ گئے۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں بہتری اور کان کنی اور کوہ کنی میں زبردست بہتری نے شعبے کی مجموعی نمو 5.8 فیصد پر لانے میں مدد دی جو گذشتہ سال کی کارکردگی 5.4 فیصد سے زائد ہے۔

زراعت اور تعمیرات (اور منسلک) شعبوں کی مستحکم کارکردگی سے حالیہ نمو کو تحریک ملی۔ ملک کی افرادی قوت میں غیر ہنر مند طبقے کی بھاری اکثریت ہے چنانچہ یہ دونوں شعبے ملک میں روزگار کے مواقع کو فروغ دیتے ہیں۔ جنوبی ایشیا پر عالمی بینک کا حالیہ مطالعہ بھی جی ڈی پی نمو اور روزگار کی تخلیق کے مابین اس تعلق کی توثیق کرتا ہے (**باکس 2.1**)۔

باکس 2.1: روزگار کے نئے مواقع پر نمو کے اثرات [1،2]

روزگار کو کسی ملک کی معیشت کی کارکردگی کا ایک اہم ترقیاتی اظہاریہ شمار کیا جاتا ہے۔ عالمی بینک کے ایک حالیہ مطالعے میں جنوب ایشیائی ملکوں میں نمو اور روزگار کے مابین تجربی تعلق کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جنوبی ایشیا کے بیشتر ملکوں میں بڑھتی ہوئی افرادی قوت آبادی کی نمو سے آگے نکل جائے گی۔ تاہم افرادی قوت میں اضافہ کوئی مسئلہ نہیں ہے بشرطیکہ معیشت ملازمتوں کے کافی مواقع پیدا کر رہی ہو۔

[1] ماخذ: عالمی بینک کی مطبوعہ، ساؤتھ ایشیا اکنامک فوکس، اسپرنگ 2018ء: روزگار کے بغیر نمو۔

[2] اگرچہ ڈیٹا کے محدود دائرے اور تقابلی مسائل کی بنا پر یہ خطہ وار اسٹڈی ناکافی معلوم ہوتی ہے تاہم اس سے ماخوذ بنیادی سبق کا پاکستان پر بڑی حد تک اطلاق ہوتا ہے۔

پاکستان کے معاملے میں معیشت کو روزگار کی موجودہ سطح برقرار رکھنے کے لیے ہر سال تقریباً 1.3 ملین ملازمتیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے معاشی نمو کو ایک مخصوص حد پر لانا ضروری ہے۔ نمو اور روزگار کے مابین تعلق کے بارے میں تجربی شواہد بتاتے ہیں کہ نمو میں ہر فیصدی درجے اضافے کے نتیجے میں 0.2 ملین نئی ملازمتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس تخمینے کی پیروی کی جائے تو ملازمت تلاش کرنے والے اپنے تمام نئے افراد کو کھپانے کے لیے پاکستان کو تقریباً 6.6 فیصد سالانہ معاشی نمو حاصل کرنی ہوگی۔ نمو کی رفتار جتنی بڑھے گی، مزید ملازمتیں فراہم کرنے کی ملکی استعداد بھی بڑھے گی۔

اسٹڈی کے مطابق یہ عوامل بھی ملازمتیں تخلیق کرتے ہیں۔ اول، روزگار کے فروغ میں ایک اہم ذریعہ بہتر انفرااسٹرکچر ہے، کیونکہ یہ کاروباری سرگرمیوں میں معاون ہوتا ہے۔ پاکستان کے تناظر میں سی پیک سے متعلق انفرااسٹرکچر کی، خاص طور پر خصوصی اقتصادی زون کی تشکیل کے ساتھ، ترقی کو کاروباری نمو کو مہمیز دینے والا عنصر قرار دیا جاتا ہے۔ دوم، عالمی منڈیوں کے ساتھ زیادہ ربط ضبط سے پیداواریت بڑھتی ہے اور اس سے حقیقی معاوضے کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔ حال میں پاکستان کی برآمدات نے معاون سرکاری پالیسیوں اور عالمی طلب میں بحالی کے تحت بحالی کی کچھ علامات دکھانا شروع کی ہیں۔ آخری یہ کہ منصوبے کے تحت شہری ترقی ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ شہری علاقے کسی ملک کو بیرونی ممالک کے ساتھ ملانے کا ذریعہ ہوتے ہیں اور ملک کی ترقی میں بطور انجن کام کرتے ہیں۔ پاکستان میں میگا سٹی ترقیاتی منصوبوں (خصوصاً ماس ٹرانزٹ) نے معاشی سرگرمیوں کو بڑھایا ہے اور جاری ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے بعد بھی اسی کی توقع ہے۔

پاکستان جی ڈی پی کی نمو کے علاوہ، نمو کی فی اکائی کے لحاظ سے مزید امیدواروں کو دو طرح سے جذب کر سکتا ہے۔ اوّل، نمو کی میکانیت میں معمولی تبدیلی ملازمتوں کی نمو کو مہمیز دے سکتی ہے۔ خاص طور پر ایس ایم ای کے نتیجے میں ہونے والی نمو بڑے پیمانے کی، بلند سرمایہ جذب کرنے والی صنعتوں کے مقابلے میں روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کر سکتی ہے۔ دوم، ایس ایم ای اداروں میں خواتین کو کاروباری مواقع فراہم کرنے کی تازہ کوششیں سماجی بھلائی کی صورت میں بلند منافع کا سبب بن سکتی ہیں۔[3] جن ایس ایم ای اداروں کی منتظم خواتین ہیں ان میں مردوں کے بجائے خواتین کو ملازمت ملنے کے زیادہ امکانات ہیں۔[4] خواتین کو شرکت کی ترغیب دینے والا ایک قومی آؤٹ ریچ پروگرام بھی خواتین میں روزگار کے خاصے امکانات کو سامنے لا سکتا ہے۔ چنانچہ ضوابط ساز اداروں (اسٹیٹ بینک، ایس ای سی پی اور اسمیڈا) کو ایس ایم ای اداروں کے فروغ اور وسعت کا پلیٹ فارم مہیّا کرنے کے لیے آپس میں اشتراک بڑھانے کی ضرورت ہے۔ نیز، یہ ادارے خواتین کے زیرِ انتظام ایس ایم ای اداروں کو آگے بڑھانے کے لیے تعاون دے سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے ایس ایم ای فنانس کے فروغ کے لیے ایک پالیسی کا دسمبر 2017ء میں اعلان بھی کیا ہے۔ اس پالیسی کے 9 کلیدی ستون یہ ہیں: ضوابطی فریم ورک بہتر بنانا، مائکرو فنانس بینکوں کا درجہ بڑھانا، رسک کم کرنے کی حکمتِ عملی، ایس ایم ای بینکاری کے لیے سادہ طریقہ کار، منصوبوں کی بنیاد پر قرضوں کا اجرا اور قدری زنجیر کی مالکاری، استعدادکاری اور آگاہی میں اضافہ، ایس ایم ای اداروں کو سہارا دینا، ٹیکنالوجی سے بہتر استفادہ کرنا اور ٹیکس نظام سادہ بنانا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے ایس ایم ای فریم ورک نے 2020ء کے لیے مخصوص بینچ مارک متعین کیے ہیں جن میں یہ شامل ہیں (i) نجی شعبے کے قرضے میں ایس ایم ای کا تناسب موجودہ 8 فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد پر لانا، اور (ii) قرض یافتگان کی تعداد موجودہ ایک لاکھ چونسٹھ ہزار سے بڑھا کر پانچ لاکھ تک لانا۔ ان اقدامات سے مستقبل میں ملازمتوں کی تخلیق میں مدد ملنے کی توقع ہے۔

2.2 زراعت

م س 18ء میں شعبہ زراعت میں 3.8 فیصد وسیع البنیاد نمو ہوئی جو نمو کے 3.5 فیصد ہدف اور گذشتہ سال کی کارکردگی 2.1 فیصد دونوں سے آگے ہے۔ اہم فصلوں میں نمو 3.6 فیصد ہوئی جبکہ گذشتہ سال 2.2 فیصد ہوئی تھی۔ ماہی گیری اور کپاس کی جننگ کے شعبوں سے خاصی مدد ملی (**جدول 2.2**)۔ فصلوں کے شعبے کی نمو کا بڑی حد تک سبب گنّے اور چاول کی عمدہ کارکردگی کو قرار دیا جاسکتا ہے جس نے اہم فصلوں کے شعبے

[3] پاکستان میں افرادی قوت میں خواتین کی حصہ داری بے حد کم ہے اور جنوب ایشیائی معیار سے بھی کم ہے۔

[4] ماخذ: خواتین کے زیرِ انتظام کاروباری ادارے، بی ڈی آر سی کی آزادانہ رپورٹ، فروری 2015ء

میں بالترتیب 15.2 فیصد اور 13.1 فیصد حصہ ڈالا۔ گنّے اور چاول کی ریکارڈ پیداوار اور کپاس میں دوہندسی نمو کی بنا پر گندم اور مکئی میں ہونے والی کمی کو بخوبی زائل کردیا گیا (**جدول 2.3**)۔

کھاد اور پانی جیسی ضروری اشیا کی قلت کے باوجود فصلوں کی بہتر کارکردگی کو مددگار سرکاری پالیسیوں (پرکشش سرکاری قیمتیں اور زر اعانت)، دیگر معیاری خام مال (تصدیق شدہ بیج اور کیڑے مار دوا) کی دستیابی اور زرعی قرضے میں اضافے کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

جدول 2.2: زرعی شعبے کا اضافہ قدر

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

	تناسب	نمو			نمو میں حصہ	
	م س18ء	م س17ءن	م س18ءہ	م س18ءع	م س17ءن	م س18ءع
فصل کا شعبہ	36.9	0.9	-	3.8	0.3	1.4
اہم فصلیں	23.6	2.2	2.0	3.6	0.5	0.8
دیگر فصلیں	10.8	-2.7	3.2	3.3	-0.3	0.4
کپاس کی جننگ	2.5	5.6	6.5	8.7	0.1	0.2
گلہ بانی	58.9	3	3.8	3.8	1.7	2.2
جنگل بانی	2.1	-2.4	10	7.2	-0.1	0.1
ماہی گیری	2.1	1.2	1.7	1.6	0	0
مجموعی	**100**	**2.1**	**3.5**	**3.8**		

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف

فصلوں کا شعبہ:

خام مال

جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران اہم خام مال کے جائزے سے زرعی قرضے میں اضافے کا پتہ چلتا ہے جبکہ کھاد کے استعمال اور پانی کی دستیابی میں کمی واقع ہوئی۔

جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران زرعی قرضے کا اجرا 40.8 فیصد بڑھ گیا، گذشتہ سال اسی عرصے میں 23 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اسی طرح زیرِ جائزہ عرصے کے دوران یوریا کا استعمال 2.9 فیصد کم ہوگیا جبکہ ڈی اے پی کے استعمال میں 5.2 فیصد کمی آئی۔ آبپاشی کے پانی کی دستیابی بھی گذشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت 6.1 فیصد کم ہوگئی۔ کھاد کے استعمال اور پانی کی دستیابی میں کمی ربیع کے موسم میں زیادہ نمایاں رہی جس سے گندم اور مکئی کی فصلیں بری طرح متاثر ہوئیں۔

گندم:

م س18ء میں گندم کی پیداوار 25.5 ملین ٹن رہی جو گذشتہ سال کی پیداوار سے 4.4 فیصد کم ہے۔ اسی طرح حالیہ پیداوار م س18ء کا ہدف 26.7 ملین ٹن حاصل نہ کرسکی۔ وفاقی ادارہ شماریات کے نظر ثانی شدہ تخمینے کے مطابق م س17ء میں گندم کی ریکارڈ پیداوار 26.7 ملین ٹن

رہی تھی جس سے ہونے والی یافت میں م س 16ء کے مقابلے میں سال بسال 6.9 فیصد نمو حاصل ہوئی تھی۔ رواں سال پاکستان گندم کی پہلے جیسی فصل حاصل نہیں کر سکا کیونکہ گندم کے زیرِ کاشت رقبے اور یافت میں بالترتیب 2.7 فیصد اور 1.8 فیصد کمی آگئی (**شکل 2.1**)۔

جدول 2.3: اہم فصلوں کی پیداوار

ملین ٹن، کپاس ملین گانٹھیں، نمو فیصد میں

		پیداوار			نمو	
	اہم فصلوں میں فیصد حصہ	م س 17ء	م س 18ءہ	م س 18ء	م س 17ء	م س 18ء
کپاس	23.3	10.7	13.6	11.9	*7.6*	*11.8*
چاول	13.1	6.8	6.8	7.4	*0.7*	*8.6*
گنّا	15.2	75.5	68.5	81.1	*15.3*	*7.4*
گندم	38.4	26.7	26.5	25.5	*4.1*	*-4.4*
مکئی	10.0	6.1	5.6	5.7	*16.4*	*-7.0*

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، ہ: ہدف

گندم کی فصل کو بنیادی طور پر چار عوامل نے نقصان پہنچایا۔ اول، گنّے کی کٹائی کاری تاخیر سے شروع ہوئی چنانچہ گندم کی بوائی کے لیے زمین دستیاب نہ ہو سکی۔ دوم، م س 18ء کے موسم ربیع کے دوران پانی کی دستیابی خاصی کم رہی جس کا ثبوت یہ ہے کہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں آبپاشی کے پانی کا بہاؤ 14.5 فیصد کم رہا۔ سوم، سیزن کے دوران کھاد میں فاسفیٹ جزو کا استعمال کم رہا،[5] جس میں سال بسال 13.3 فیصد کمی دیکھی گئی۔ چہارم، مارچ میں معمول سے زیادہ درجہ حرارت رہنے سے پنجاب اور سندھ میں گندم کی یافت پر منفی اثر پڑا۔

گندم کی پیداوار میں کمی کے باوجود م س 18ء کی گندم کی فصل ضرورت سے زیادہ رہی جس سے ذخیرے میں مزید اضافہ ہو گیا۔ سرکاری ادارے اس سال تقریباً 6.9 ملین ٹن[6] گندم خریدنے کے لیے تیار ہیں، تاہم آخر اپریل (یعنی خریداری کے سیزن کا آغاز) تک ذخیرہ گاہوں میں پہلے ہی 6.9 ملین ٹن گندم موجود ہے، چنانچہ تخمینے کے مطابق اس سال سرکاری ذخیرہ گاہوں میں گندم کا ذخیرہ آسانی سے 10 ملین ٹن تک پہنچ جائے گا۔

گندم کے ذخائر میں کچھ کمی فروری-مارچ 2018ء کے دوران برآمدات کی بنا پر ہوئی۔ دسمبر 2017ء میں حکومت نے 2 ملین ٹن[7] گندم برآمد کرنے کی اجازت دی تاکہ جون 2018ء تک اگلی فصل ذخیرہ کرنے کے لیے کچھ گنجائش نکلے۔ اس 2 ملین ٹن گندم کی برآمد پر پُرکشش ترغیبات

[5] فاسفیٹ گندم کی فصل کے لیے ایک اہم مقوّی جزو ہے۔

[6] ماخذ: سالانہ منصوبہ 18-2017ء

[7] اقتصادی رابطہ کمیٹی نے پنجاب کو 1.5 ملین ٹن اور سندھ کو 0.5 ملین ٹن گندم 30 جون 2018ء سے قبل برآمد کر دینے کی اجازت دی۔

بھی دی گئیں: بحری راستے سے بر آمد پر فی ٹن 159 ڈالر اور زمینی راستے سے بر آمد پر فی ٹن 120 ڈالر۔[8] فروری–مارچ 2018ء کے دوران 0.3 ملین ٹن[9] گندم بر آمد کر لی گئی (**باب 5**)۔ گندم کی بر آمد سے خریداری کے مقامی اداروں کو کچھ سہولت ملی تاہم اس کی خاطر حکومت کو بر آمدی زرِ اعانت کی ادائیگی بر داشت کرنی پڑی تا کہ ملکی اور عالمی قیمتوں کے مابین فرق کا ازالہ کیا جا سکے۔[10]

کپاس:

م س 18ء کے دوران کپاس کی پیداوار تازہ ترین تخمینے کے مطابق 11.9 ملین گانٹھیں ہے جو گزشتہ سال کی نسبت 11.8 فیصد اضافہ ہے، جبکہ سالانہ منصوبے میں شامل ہدف 13.6 ملین گانٹھیں حاصل نہیں کی جا سکیں۔ گندم کی فصل کی طرح کپاس کی کم پیداوار کا سبب بھی گنّے کے زیرِ کاشت رقبے کو قرار دیا جا سکتا ہے۔

شکل 2.1: گندم کی پیداوار اور رقبہ

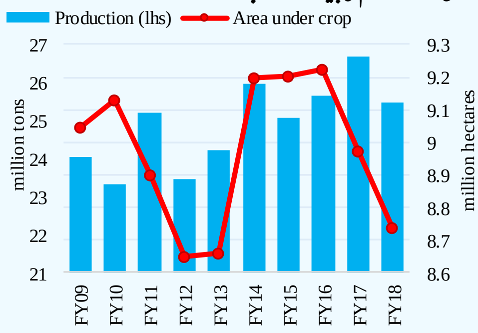

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

گندم اور گنّے کے لیے معاون سرکاری پالیسیاں کاشت کاروں کے لیے پُرکشش رہی ہیں جس کا نتیجہ ان اجناس کی فاضل پیداوار کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اگر بھاری زرِ اعانت نہ دیا جائے تو موجودہ ذخائر کی عالمی منڈی میں فروخت کی راہ میں پست عالمی قیمتیں رکاوٹ ہیں۔ چنانچہ گندم اور شکر کے اضافی ذخائر نے حکومت کے مالی دباؤ میں خاصا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ صورتِ حال فصلوں کے نرخوں میں ایسی حقیقت پسندی لانے کا تقاضا کرتی ہے جس سے فصلیں ملکی استعمال کے لیے کافی ہوں اور وسائل دیگر فصلوں کی طرف موڑے جا سکیں۔ تیل کے بیجوں کی فصلوں پر توجہ دے کر خوردنی تیل کے درآمدی اخراجات روکے جا سکتے ہیں (**باکس 2.2**)۔

[8] ماخذ: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق۔

[9] بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ویت نام، اومان اور مسقط کو گندم 185 تا 200 ڈالر فی ٹن نرخوں پر بر آمد کی گئی۔

[10] گندم کی بر آمد پر زرِ اعانت کی مجموعی رقم 320 ملین ڈالر تک متوقع ہے جو سرکاری اخراجات میں شمار ہو گی۔

باکس 2.2: پاکستان میں تیل کے بیجوں کی فصلیں: ایک متبادل راستہ

پاکستان کو ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود م س 17ء میں 2.0 ارب ڈالر[11] مالیت کے 2.7 ملین میٹرک ٹن خوردنی تیل[12] درآمد کرنے پڑے، جبکہ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران[13] 1.7 ارب ڈالر کے 2.2 ملین میٹرک ٹن خوردنی تیل درآمد کیے گئے تاکہ خوردنی تیل کی ملکی صنعت کی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران تیل کے اہم روغنی بیجوں[14]

شکل 2.2.1: روغنی بیجوں کا زیرِ کاشت رقبہ اور پیداوار

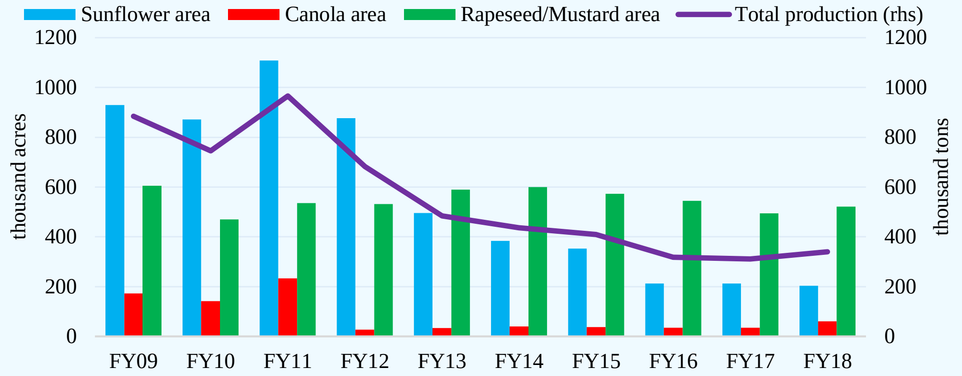

Dara source: Pakistan Oilseeds Development Board

کی درآمدات 0.8 ارب ڈالر رہیں جبکہ م س 17ء کی اسی مدّت کے دوران اس درآمد کی مالیت 0.6 ارب ڈالر تھی۔ امریکی محکمہ زراعت کی رپورٹ کے مطابق روغنی بیجوں کی درآمد مزید بڑھنے اور خوردنی تیل کی درآمد سے آگے نکل جانے کی توقع ہے۔[15] پاکستان خاصی مقدار میں تیل کے بیج پیدا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے جس سے روغنی بیجوں کی درآمد میں خاصی کمی آئے گی جبکہ خوردنی تیل کی درآمد بھی کم ہو گی۔

موجودہ صورتِ حال: ملک میں روغنی بیجوں کی اہم فصلیں کپاس کے بیج، سورج مکھی، سرسوں اور کینولا ہیں۔[16] تیل کی اوسط ملکی پیداوار م س 08ء تا م س 17ء کے دوران 0.6 ملین ٹن رہی، جبکہ خوردنی تیل کی مجموعی دستیابی 3.2 ملین ٹن پر برقرار رہی جس کا مطلب ہے ملک میں پیداوار بہت کم ہے۔ اس کے علاوہ پولٹری فیڈ بنانے کے لیے بیجوں کی درآمد بھی بڑھ رہی ہے۔[17]

---

[11] خوردنی تیل کی مجموعی رسد میں سے 88 فیصد درآمد کرنا پڑتا ہے۔ ماخذ: پاکستان آئل سیڈ ڈیولپمنٹ بورڈ

[12] یہ اعداد و شمار سویابین اور پام آئل کی درآمد کے ہیں۔

[13] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات کا درآمدات کا ڈیٹا۔

[14] اہم روغنی بیجوں کی درآمد سویابین، سورج مکھی اور کینولا کے بیجوں پر مشتمل ہے۔

[15] ماخذ: GAIN رپورٹ، 2018ء: تیل کے بیج اور مصنوعات سالنامہ اسلام آباد، پاکستان۔

[16] ماخذ: پی اے آر سی۔ روغنی بیجوں کی دیگر فصلیں مونگ پھلی، تِل، کَسَم، السی، جوجوبا، ارنڈی، Salicornia اور پیلو ہیں۔

[17] سویابین کے بیج سے سویا میل مصنوعات کے لیے پروٹین نکالا جاتا ہے جو پولٹری فیڈ کا اہم جز ہے۔

بہت سی پالیسیوں کے نتیجے میں روغنی بیجوں کی پیداوار کم ہوگئی ہے جس سے ان کی درآمد پر بھاری انحصار کرنا پڑتا ہے۔ گندم اور گنّے کے نرخوں کے لیے معاون پالیسیوں کے سبب روغنی بیجوں کی پیداوار پر منفی اثرات پڑے ہیں جیسا کہ روغنی بیجوں کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی سے واضح ہے (**شکل 2.2.1**)۔ مناسب مشینری[18] اور بلند یافت دینے والی اقسام کی عدم موجودگی کے سبب روغنی بیجوں کی کاشت کو مزید نقصان پہنچا ہے۔[19] اس کے علاوہ درآمد کو ترغیب دینے والی پالیسیوں اور تیل کے درآمد کنندگان کے لیے آزادانہ تجارت کے معاہدوں سے روغنی بیجوں کی ملکی پیداوار کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ جولائی 2015ء میں سویابین کے بیج پر کسٹم ڈیوٹی کم کرکے 3 فیصد کردی گئی جبکہ سویا میل (جو پولٹری فیڈ میں استعمال ہوتا ہے) کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی 10 فیصد رہی چنانچہ سویا میل کی نسبت سویابین کے بیج کی درآمد میں اضافہ ہوا۔ نیز، محلل کشید کرنے والوں (solvent extractors) کے لیے جولائی 2014ء سے سویابین پر سیلز ٹیکس گھٹا کر 6 فیصد کر دیا گیا، اس کے مقابلے میں کینولا یا سورج مکھی پر سیلز ٹیکس 16 فیصد تھا۔ نتیجتاً محلل کشید کرنے کے لیے سویابین کی جو درآمد م س 15ء میں محض 50000 ٹن تھی، م س 17ء میں بڑھ کر 640000 ٹن ہوگئی۔[20]

منڈی میں گندم اور شکر کی افراط روغنی بیجوں کی فصل کو فروغ دینے کا موقع فراہم کرتی ہے تاکہ کاشتکاروں کو فاضل پیداوار دینے والی فصلوں سے ہٹا کر دوسری فصلوں پر متوجہ کیا جائے۔[21]

مطلوبہ پالیسی اقدام:

روغنی بیجوں کی پالیسی: پاکستان آئل سیڈ ڈیولپمنٹ بورڈ کو ملک میں تیل کے بیجوں کے فروغ کی خاطر ایک متعلقہ پالیسی تشکیل دینے کی ضرورت ہے جس میں متعلقہ فریقوں[22] کا اشتراک بھی ہو اور جسے حکومت سے جلد از جلد منظور کرایا جائے۔ اس سلسلے میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی بالترتیب ذمہ داریوں اور اہداف کی واضح حدبندی درکار ہوگی۔

معیاری بیجوں کی پیداوار اور مخلوط بیجوں کی تیاری: معیاری روغنی بیجوں کی تیاری کے لیے متعدد منصوبوں پر کام جاری ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان زرعی تحقیق کونسل (پی اے آر سی) نے کینولا کا ایک مخلوط ورائٹی کا بیج تیار کیا ہے اور اسے شمالی پنجاب اور خیبر پختونخوا میں کاشت کیا ہے۔ نیز، پوٹوہار وادی میں زیتون کی کاشت کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود، مقامی طور پر معیاری مخلوط بیجوں کی پیداوار پر مزید توجہ کی اب بھی ضرورت ہے تاکہ حتمی استفادہ کنندگان کے لیے خام مال پر اخراجات کم کیے جائیں۔

کاشت کاروں کو ترغیب: روغنی بیجوں کے کاشت کاروں کو نرخوں میں رعایت یا زرِ اعانت فراہم کی جاسکتی ہے تاکہ ان کی نفع یابی گندم جیسی فصلوں کے مساوی لائی جاسکے۔ حکومتِ پنجاب نے ربیع م س 18ء کی فصل کے لیے اعلان کیا ہے کہ کینولا اور سورج مکھی کی فصلوں کی بوائی پر فی ایکڑ پانچ ہزار روپے نقد ادا کیے جائیں گے اور یہ اعلان دو ایکڑ رقبے کے لیے مخصوص ہوگا۔ اس کے نتیجے میں اِن فصلوں کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھ گیا ہے جس سے روغنی بیجوں کی پیداوار بڑھانے میں ترغیبات کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

نرخوں کو حقیقت پسندانہ بنانا اور روغنی بیجوں اور خوردنی تیل کی درآمد پر کوٹا عائد کرنا: روغنی بیجوں کی ملکی پیداوار کو فروغ دینے کے لیے روغنی بیجوں اور خوردنی تیل کی درآمد پر عائد نرخوں کو حقیقت پسندانہ بنایا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، روغنی بیجوں کی درآمد محدود کرنے کی غرض سے کوٹا کی حد متعارف کرائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح روغنی بیجوں کی ملکی پیداوار کے تحفظ کی خاطر، کٹائی کے سیزن میں بیجوں اور خوردنی تیل کی درآمد کی حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے۔

[18] کینولا اور سورج مکھی جیسی فصلوں کے لیے مناسب مشینری مثلاً پلانٹرز، ہارویسٹر، اور بیج خشک کرنے والی مشینیں دستیاب نہیں ہیں۔

[19] م س 08ء کے دوران سورج مکھی کا زیرِ کاشت رقبہ 1.1 ملین ایکڑ تھا جس سے 643000 ٹن پیداوار ہوئی تھی۔ م س 17ء کے دوران یہ رقبہ سکڑ کر 0.2 ملین ایکڑ رہ گیا جس کی پیداوار 104000 ٹن ہے۔

[20] یہ تبدیلی اس لحاظ سے منفی ہے کہ سویابین کشید کرنے کا تناسب صرف 17 سے 18 فیصد ہے، جبکہ سورج مکھی کا 47 فیصد اور ریپ سیڈ / کینولا کا 43 فیصد ہے۔

[21] م س 18ء میں گنّا 1.3 ملین ہیکٹر رقبے پر کاشت کیا گیا جس سے 81.1 ملین ٹن گنّا حاصل ہوا۔ اس گنّے سے تقریباً 6.3 ملین ٹن شکر بنے گی جبکہ ملکی ضرورت تقریباً 3.4 ملین ٹن (16.3 کلو گرام فی کس) ہے۔ اس کا مطلب ہے ضرورت سے زیادہ 0.6 ملین ہیکٹر رقبے پر گنّا کاشت کیا گیا، اس رقبے کو روغنی بیجوں کی کاشت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ماخذ: پاکستان آئل سیڈ ڈیولپمنٹ بورڈ

[22] متعلقہ فریقوں میں کاشت کار، محلل کشید کرنے والے اور مرغیوں کی فیڈ تیار کرنے والے ادارے شامل ہیں۔

2.3 صنعت[23]

رواں مالی سال کے دوران صنعتی پیداوار میں نمو م س 08ء سے اب تک کی بلند ترین نمو ہے۔ اس کارکردگی میں قابلِ ذکر حصہ جس چیز نے ادا کیا وہ تعمیراتی اور اشیا سازی کی سرگرمیاں تھیں۔ اشیا سازی کے ذیلی شعبوں مثلاً فولاد، سیمنٹ اور گاڑیوں پر سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) اور سی پیک سے متعلق اخراجات کے ذیلی اثرات پڑے۔ ان تمام صنعتوں میں پیداواری اعدادوشمار ریکارڈ سطح پر پہنچ گئے۔

تاہم صنعت م س 18ء کا مقررہ ہدف حاصل نہ کرسکی جس کی وجہ بجلی کی پیداوار اور گیس کی تقسیم کی طرف سے مجموعی اضافۂ قدر (gross value addition) میں پست اضافہ تھا۔ اس شعبے کی مجموعی اضافۂ قدر میں سست روی کا سبب یہ تھا کہ ایندھن کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے سے پیداواری لاگت بڑھ گئی جبکہ سرکاری قیمتوں کے طریقہ کار کے تحت محاصل میں نمو محدود رہی۔ مزید برآں فرنس آئل سے چلنے والے غیر پیداواری بجلی گھروں کی مرحلہ وار بندش نے بھی مجموعی اضافۂ قدر پست کرنے میں کردار ادا کیا۔ اس تناظر میں بجلی کی پیداوار میں بہتری آنے کے باوجود یہ صرف 1.8 فیصد نمو حاصل کرسکا جو گذشتہ سال 5.8 فیصد تھا۔[24]

جدول 2.4: بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سال بسال نمو، جولائی تا مارچ

فیصد

		سال بسال نمو		نمو میں حصہ	
	وزن	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	70.3	5.4	5.9		
ٹیکسائل	20.9	0.8	0.4	0.2	0.1
سوتی دھاگہ	13.0	0.8	0.1	0.1	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.5	0.0	0.0	0.0
پٹ سن کی اشیا	0.3	-7.9	33.4	0.0	0.1
غذا	12.4	10.0	2.7	2.2	0.6
شکر	3.5	29.3	-11.7	2.5	-1.2
سگریٹ	2.1	-42.5	84.9	-0.9	0.9
نباتی گھی	1.1	2.3	-1.8	0.0	0.0
خوردنی تیل	2.2	1.1	15.6	0.0	0.5
سافٹ ڈرنکس	0.9	22.2	5.9	0.5	0.2
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-0.3	12.3	0.0	0.7
فولاد	5.4	16.6	27.5	0.6	1.0
غیر دھاتی معدنیات	5.4	7.1	12.1	0.8	1.3
سیمنٹ	5.3	7.2	12.2	0.8	1.3
گاڑیاں	4.6	11.4	19.0	0.7	1.3
جیپ اور کاریں	2.8	4.7	22.1	0.2	0.7
کھاد	4.4	1.3	-8.3	0.1	-0.5
دوا ساز ادارے	3.6	9.0	4.4	0.7	0.4
کاغذ	2.3	9.8	9.0	0.3	0.3
برقی مصنوعات	2.0	18.0	45.2	0.3	0.8
کیمیکلز	1.7	-2.4	-0.4	-0.1	0.0
کاسٹک سوڈا	0.4	-0.6	21.1	0.0	0.1
چمڑا مصنوعات	0.9	-18.8	-9.1	-0.4	-0.1
ماسوائے شکر	66.8	3.2	7.9		

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[23] یہ سیکشن مارچ 2018ء تک کے حقیقی ڈیٹا پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اس سیکشن میں دیے گئے اعدادوشمار کی **جدول 1** میں دیے گئے ڈیٹا سے مطابقت نہیں ہوگی کیونکہ وہ سالانہ تخمینے ہیں۔

[24] جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران بجلی کی پیداوار گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 12.9 فیصد بڑھ گئی۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سال بسال بنیاد پر معمولی یعنی 5.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 5.4 فیصد ہوئی تھی (**جدول 2.4**)۔[25] ان عوامل نے ایل ایس ایم کی نمو میں تعاون کیا: (i) توانائی کی رسد میں بہتری کی بنا پر استعداد کا استعمال بڑھنا، (ii) پست شرح سود کی بنا پر قرضے کا استعمال زیادہ ہونا، (iii) تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے کی بنا پر منسلک صنعتوں میں پیداوار کو مہمیز لگنا، اور (iv) سی پیک سے متعلق منصوبوں اور امن وامان کی سازگار صورتِ حال کے سبب بہتر کاروباری ماحول۔

تعمیرات سے منسلک صنعتوں اور پائیدار صارفی اشیا کی صنعتوں میں قابلِ ذکر نمو ہوئی۔ تاہم شکر سازی کی صنعت گنّے کی ریکارڈ پیداوار کا فائدہ نہ اٹھا سکی، جبکہ گذشتہ سال شکر سازی کی صنعت بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں بنیادی محرّک رہی تھی۔ ماسوائے شکر سازی کے، جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی نے خاصی بہتر 7.9 فیصد نمو دکھائی جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 3.2 فیصد رہی تھی۔ صنعت وار تفصیلی تجزیہ یہ ہے:

گاڑیاں

گاڑی سازی کے ذیلی شعبے میں جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران 19.0 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 11.4 فیصد تھی (**جدول 2.4**)۔ حالیہ عمدہ کارکردگی میں ذاتی کاروں اور ٹریکٹر کی پیداواری کارکردگی عمدہ رہی جبکہ ہلکی کمرشل گاڑیوں کی پیداوار میں بحالی آئی (**جدول 2.5**)۔

[25] قومی آمدنی کھاتوں کی جانب سے مرتب کردہ جی ڈی پی تخمینے برائے م س18ء بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 6.2 فیصد کی تخمین شدہ نمو پر مبنی ہیں۔

طلبی پہلو سے، جن عوامل نے مسافر کاروں کے زمرے میں، جو گاڑیوں کے شعبے میں سب سے زیادہ جثّے کا حامل ہے، صارفین اور کاروباری اداروں کی دلچسپی برقرار رکھنے میں مدد دی وہ بڑھتی ہوئی آمدنی، پست شرحِ سود کا موجودہ ماحول، نئی اقسام کی آمد، اور ملک کے بڑے شہری علاقوں میں رائڈ ہیلنگ سروسز کا بڑھتا ہوا دائرہ ہیں۔ اس کے جواب میں زیرِ جائزہ عرصے کے دوران بڑھتی ہوئی طلب پوری کرنے کے لیے اس صنعت کے اداروں کو ڈبل شفٹ چلانی پڑی اور وہ debottlenecking کی کئی سرگرمیوں[26] میں سرمایہ لگاتے رہے۔ بلند طلب کا یہ بھی نتیجہ رہا کہ تیار کنندگان پاکستان روپے کی قدر گرنے کے اثرات کو اضافی نرخوں کی صورت میں آگے منتقل کرتے رہے اور فروخت پر اس کا کوئی منفی اثر نہیں ہوا۔ بلند طلب کی بنا پر جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران جیپ اور کاروں کی پیداوار میں 22.1 فیصد نمو حاصل کرنے میں مدد ملی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران یہ 4.7 فیصد رہی تھی۔

جدول 2.5: جولائی تا مارچ، گاڑیوں کی پیداوار

تعداد	م س16ء	م س17ء	م س18ء	نمو (فیصد) م س17ء	نمو (فیصد) م س18ء
تمام کاریں	**137,067**	**143,317**	**166,166**	**4.6**	**15.9**
800 سی سی سے چھوٹی کاریں	53,130	45,390	53,705	-14.6	18.3
800 سے 1000 سی سی تک کاریں	19,139	26,180	38,377	36.8	46.6
1000 سی سی سے بڑی کاریں	64,798	71,747	74,084	10.7	3.3
ٹرک	**3,940**	**5,489**	**6,907**	**39.3**	**25.8**
بسیں	**746**	**893**	**555**	**19.7**	**-37.8**
ہلکی کمرشل گاڑیاں	**29,529**	**18,637**	**22,605**	**-36.9**	**21.3**
اسپورٹس گاڑیاں	**621**	**812**	**7,034**	**30.8**	**766.3**
ٹریکٹر	**21,942**	**37,938**	**52,551**	**72.9**	**38.5**
موٹر بائک	**998,040**	**1,211,454**	**1,410,034**	**21.4**	**16.4**

ماخذ: پی اے ایم اے

دیہی علاقوں میں قوتِ خرید بڑھانے میں بڑھتی ہوئی زرعی پیداوار، زرعی قرضے میں اضافے، اور پست سیلز ٹیکس نے کردار ادا کیا جس سے ٹریکٹروں کی طلب طاقتور ہوگئی۔ چنانچہ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران ٹریکٹروں کی پیداوار میں 38.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 72.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔

[26] انڈس موٹرز کی debottlenecking سے استعداد میں سالانہ دس ہزار یونٹوں کا اضافہ ہوا ہے۔

ہلکی کمرشل گاڑیوں کے شعبے میں جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران مستحکم بحالی آئی اور اس نے 21.3 فیصد نمو حاصل کی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 36.9 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ بھاری کمرشل گاڑیوں کے زمرے میں ٹرکوں کی پیداوار نے اضافے کا سلسلہ جاری رکھا۔ تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ ہونے سے ٹرکوں کی پیداوار کو فائدہ پہنچا جبکہ ملک میں سی پیک اور سرکاری شعبے کے انفرااسٹرکچر منصوبوں پر بھی کام جاری ہے۔

شکل 2.2 : فولاد کی تیار مصنوعات کی رسد (جولائی تا مارچ)

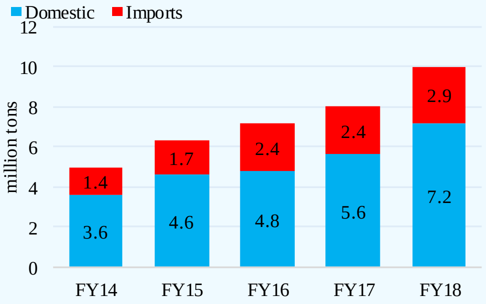

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, State Bank of Pakistan

فولاد

فولاد کی ملکی صنعت کو کئی عوامل سے فائدہ پہنچنے کا سلسلہ جاری رہا۔ سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام اور سی پیک کے تحت تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافہ، تیار شدہ فولادی مصنوعات پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کا نفاذ، نجی شعبے میں مکانات کی اسکیمیں، اور آلات اور گاڑیوں کی طلب میں اضافہ وہ عوامل ہیں جنھوں نے اس صنعت کی نمو کو مہمیز دی۔ فولاد کی پیداوار میں مجموعی اضافہ جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران 27.5 فیصد رہا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 16.6 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.2**)۔

فولاد کی مجموعی طلب خاصی زیادہ تھی جبکہ ملکی رسد میں نمو کم، چنانچہ اس فرق کو پورا کرنے کے لیے درآمدات پر بدستور انحصار کرنا پڑا۔ اس کے نتیجے میں ملک کو م س18ء کے اولین نو ماہ کے دوران گذشتہ سال کے مقابلے میں تیار شدہ فولادی مصنوعات کی 20 فیصد زائد درآمد کرنی پڑی۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ صفِ اول کے نجی تیار کنندگان نے اپنا مارکیٹ شیئر مستحکم بنانے کے لیے اپنے توسیعی منصوبے (جو اگلے دو سے تین سال میں فعال ہونے کی توقع ہے) تیز کیے ہیں۔

سیمنٹ

سیمنٹ سازی کے شعبے میں جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران 12.2 فیصد اضافہ دیکھا گیا جو گذشتہ سال اسی مدت میں 7.2 فیصد تھا۔ مستحکم ملکی ترسیل (جس میں 17.9 فیصد نمو ہوئی) نے اس کارکردگی کو ممکن بنایا۔ دوسری طرف، سیمنٹ کی برآمد میں کمی جاری رہی۔ جولائی تا مارچ م س

18ء کے دوران سیمنٹ کی برآمد مزید 8.2 فیصد گر گئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 14.8 فیصد کمی دیکھی گئی تھی۔ حالانکہ حالیہ عرصے میں مڈغاسکر، سینیگال اور افغانستان کو بھیجی گئی سیمنٹ میں نمایاں اضافہ ہوا (**شکل 2.3**)۔

شکل 2.3: سیمنٹ کی فروخت (جولائی تا مارچ)

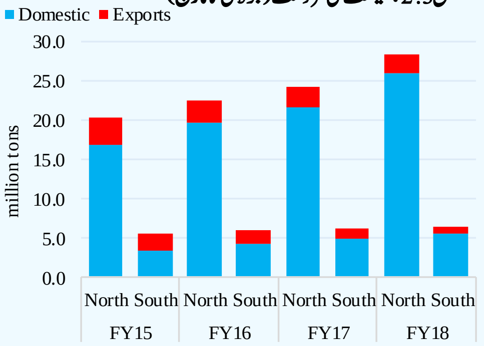

Data source: APCMA

فولاد کی طرح سیمنٹ کی صنعت میں نمو بھی سی پیک سے متعلق منصوبوں، سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات اور نجی مکاناتی اسکیموں کا نتیجہ ہے۔ سیمنٹ ساز ادارے اگلے برسوں میں بڑھتی ہوئی طلب کا اندازہ لگا کر استعداد میں توسیع پر بھاری سرمایہ کاری کر رہے ہیں، ان کا ہدف خاص طور پر بلند منافع والی مارکیٹ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنا ہے۔

م س 18ء میں اب تک پیداواری استعداد میں 3 ملین ٹن کا اضافہ ہوا ہے جس نے منڈی کی حرکیات کو متاثر کیا ہے۔ بڑی سیمنٹ ساز کمپنیوں کی مالیات کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران اُن کی نفع یابی 6 فیصدی درجے کم ہوئی ہے۔ یہ بڑھی ہوئی مسابقت اور قیمت میں فرق کا ایک براہِ راست نتیجہ ہے، خاص طور پر ملک کے شمالی علاقوں میں۔ یہ رجحان اُس وقت تک برقرار رہنے کا امکان ہے جب تک توسیعی مرحلے کے پس منظر میں مارکیٹ شیئرز حتمی طور پر طے نہیں ہو جاتے (دیکھیے خصوصی سیکشن 1: سیمنٹ کی صنعت – موجودہ حرکیات اور آئندہ کے امکانات)۔

غذا

جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران غذائی صنعت میں 2.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 10.0 فیصد نمو ہوئی تھی۔ ویسے تو بقیہ شعبے کی کارکردگی قابلِ تعریف تھی تاہم شکر کی پیداوار میں ہونے والی کمی نے اسے زائل کر دیا۔ سگریٹ کی پیداوار بحال ہوئی جبکہ ذیلی شعبے خوردنی تیل نے زیرِ جائزہ عرصے کے دوران اپنی نمو کی رفتار برقرار رکھی۔

گنّے کی ریکارڈ فصل ہونے کے باوجود جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران شکر سازی میں 11.7 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے میں 29.3 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.4**)۔ کچل کاری کے سیزن کا آغاز تاخیر سے ہونے کی وجوہ یہ تھیں: (i) کاشت کاروں اور شوگر مل مالکان کے

شکل 2.4: شکر کی پیداوار میں رجحانات (جولائی تا مارچ)

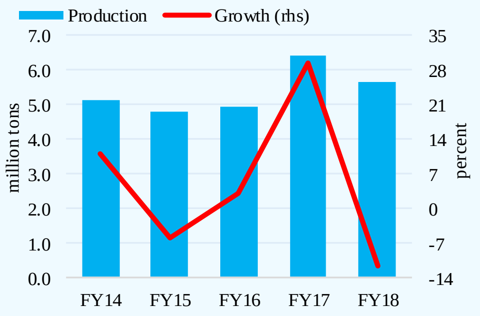

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

درمیان نرخوں کا تنازع، اور (ii) پنجاب میں ایک عدالتی حکم سے بعض شکر ساز اداروں کی سرگرمیاں متاثر ہوئیں، جس کے نتیجے میں اس صنعت کی کارکردگی دوسری صنعتوں سے کم رہی۔ تاہم شکر کی پیداوار میں نمو جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران اُس وقت کچھ تیز ہوئی جب سندھ میں نرخوں میں علامتی ردوبدل کیا گیا اور پنجاب میں پیداوار کے دوبارہ آغاز کے لیے عدالت نے شوگر ملوں کو relocate کرنے کی عارضی اجازت دی۔ اگر کچل کاری کا سیزن م س18ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران بھی جاری رہا تو توقع ہے کہ یہ صنعت گذشتہ سال کی پیداواری سطح عبور نہ کر سکی تو کم از کم اُس سطح تک ضرور پہنچ جائے گی۔

یہاں یہ بتانا مناسب ہوگا کہ شکر کی نہ نفع، نہ نقصان والی ملکی قیمتیں بین الاقوامی قیمتوں سے تقریباً 30 فیصد بلند رہیں۔[27] جہاں پہلے ہی بھاری ذخیرہ موجود ہو وہاں اضافی پیداوار م س 18ء کے دوران شکر کے ذخائر میں مزید اضافہ ہی کرے گی۔ وفاقی حکومت نے شکر کی برآمد پر فی کلو 10.7 روپے زرِ اعانت کا اعلان کیا اور 2.0 ملین ٹن شکر برآمد کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ پاکستان مارچ 2018ء کے اختتام تک ایک ملین ٹن شکر برآمد کرنے میں کامیاب رہا۔ اس سے جہاں اضافی ذخائر کم کرنے میں مدد ملی وہاں جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران 10.8 ارب روپے کی زرِ اعانت دی جا چکی ہے۔

شکل 2.5 : سگریٹ کی پیداوار میں رجحانات (جولائی تا مارچ)

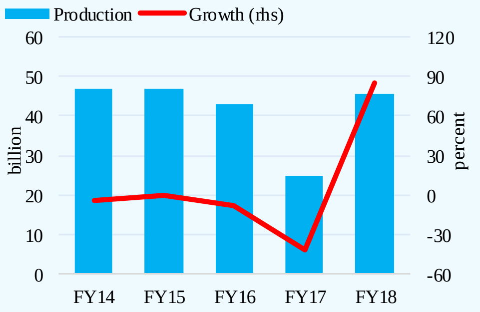

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

زیرِ جائزہ عرصے کے دوران سگریٹ کی پیداوار میں تیزی سے بحالی دیکھی گئی جس کی نمو 84.9 فیصد رہی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 42.5 فیصد کی کمی ہوئی تھی (**شکل 2.5**)۔ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں تیسری سطح متعارف کرایا جانا اور سگریٹ کی غیر قانونی تجارت پر چھاپے مارنا سگریٹ

[27] وزارت صنعت و پیداوار نے شکر کی ملکی 'نہ نفع نہ نقصان قیمت' کا تخمینہ 499 ڈالر فی ٹن لگایا ہے۔

کی باضابطہ صنعت کے لیے مفید ثابت ہوا ہے۔ سگریٹ کی باضابطہ صنعت میں بحالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومتی اقدامات کا اثر ہوا ہے، تاہم اس بحالی کا ایک سماجی پہلو بھی ہے۔[28] تیسری سطح میں شامل کی گئی سگریٹ گذشتہ سال کی نسبت سستی ہے۔[29]

دواساز ادارے

دواساز شعبہ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران 4.4 فیصد نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہا جبکہ گذشتہ سال اس مدت میں 9.0 فیصد نمو حاصل کی تھی۔ م س 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے ڈرگ پرائسنگ پالیسی کے تحت دواؤں کی قیمتیں بڑھانے کی اجازت دی تھی جس سے دواساز کمپنیوں کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

دریں اثنا وفاقی اور صوبائی سطحوں پر صحتِ عامّہ کے نظاموں کی منتقلی کے نتیجے میں اس شعبے کو کارگر اور موئثر بنانے میں مدد ملی۔ یہ بات پرائم منسٹر نیشنل ہیلتھ پروگرام اور خیبر پختونخوا میں صحت سہولت پروگرام سے واضح ہے۔ ایسے پروگراموں میں کم آمدن گروپ کے لاکھوں افراد کا اندراج کیا جا چکا ہے۔

برقی مصنوعات

بجلی کی رسد میں بہتری اور صارفین کی طرف سے نمایاں طلب نے برقی مصنوعات کے شعبے کی صحت مند کارکردگی میں اہم کردار ادا کیا۔ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران اس شعبے کی نمو 45.2 فیصد رہی جو گذشتہ سال اسی عرصے میں 18.0 فیصد تھی۔ جن مصنوعات میں زیادہ تر اضافہ ہوا وہ برقی موٹر، برقی ٹرانسفارمر اور ایئر کنڈیشنر تھے۔

برقی موٹروں کی کارکردگی اس لیے بڑھی کہ اس شعبے کی ڈیٹا کوریج میں اضافہ ہوا جبکہ بجلی کی تقسیم پر حکومت کے مزید توجہ دینے سے ٹرانسفارمر کی طلب میں اضافہ ہوا۔ دریں اثنا موسم گرما کے جلد شروع ہونے، ایئر کنڈیشنروں کی برقی کارگزاری میں بہتری، مستحکم قیمتوں اور بڑھتی ہوئی آمدنی کے سبب بلند طلب سے برقی مصنوعات تیار کرنے والے اداروں کو فائدہ پہنچا۔

---

[28] تیسری سطح والا ڈیوٹی اسٹرکچر سرکاری خزانے میں اضافہ کر سکتا ہے تاہم اس سے مستقبل میں صحت پر سرکاری اخراجات بڑھ جائیں گے۔

[29] نیم اجارہ دار دواداروں پاکستان ٹوبیکو کمپنی اور فلپ موریس پاکستان کی مالیات سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ سال کی یکساں مدت کے مقابلے میں م س 18ء کے پہلے نوماہ کے دوران اُن کی فروخت پر اخراجات صرف 13 فیصد بڑھے تاہم آمدنی میں 31 فیصد اضافہ ہوا۔ اس طرح موازنے کی مدت کے دوران نفع یابی کی شرح بڑھ کر 254 فیصد ہو گئی۔

پیٹرولیم مصنوعات

پیٹرولیم مصنوعات کے شعبے کی کارکردگی اگرچہ متاثر کن رہی تاہم وہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران صنعت کی آپریشنل استعداد میں ہونے والی نمایاں توسیع کے مطابق نہیں تھی۔ اس کی اہم وجہ ملک میں م س18ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران فرنس آئل سے چلنے والے بجلی گھروں (جو اس مصنوعہ کے سب سے بڑے صارف ہیں) کی ایک ماہ کی بندش تھی۔ اس صنعت کو سال بسال بنیاد پر مسلسل دوماہ پیداواری کمی کا سامنا کرنا پڑا تاہم فرنس آئل کی درآمد اور پیداوار پر گذشتہ پالیسی اقدامات میں رعایت ملنے کے بعد پیٹرولیم مصنوعات کے شعبے نے مستحکم بحالی دکھائی۔ جولائی تامارچ م س18ء کے دوران اس میں 12.3 فیصد کی صحت مند نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں جمود دیکھا گیا تھا۔

ٹیکسٹائل

زیرِ جائزہ عرصے کے دوران ٹیکسٹائل کی پیداوار محدود رہی۔ شعبے کی نمو 0.4 فیصد رہی جو گذشتہ سال اسی عرصے کے مقابلے میں نصف ہے، تاہم ٹیکسٹائل برآمدات کی مالیت م س18ء کے پہلے نوماہ کے دوران 10.8 فیصد بڑھی۔

جدول 2.6: شعبہ خدمات کی کارکردگی

	جی ڈی پی میں	نمو (فیصد)		خدمات کی نمو میں حصہ	
	حصہ	م س17ء[ن]	م س18ء[ع]	م س17ء[ن]	م س18ء[ع]
تھوک اور خردہ تجارت	19	7.5	7.5	35.7	36.4
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات	13	4.4	3.6	15.6	12.4
مالیات اور بیمہ	3.4	10.8	6.1	9	5.4
مکاناتی خدمات	6.5	4.0	4.0	7	6.9
عمومی سرکاری خدمات	7.9	5.9	11.4	11.6	22.3
دیگر نجی خدمات	10.4	8	6.1	21	16.5
خدمات	**60.2**	**6.5**	**6.4**	100	100

ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

2.4 خدمات

خدمات کے شعبے نے م س18ء کے دوران نمو کا سلسلہ جاری رکھا اور 6.4 فیصد نمو حاصل کی جو گذشتہ سال اسی مدت میں 6.5 فیصد رہی تھی۔ زیادہ اضافہ تھوک اور خردہ تجارت اور عمومی سرکاری خدمات سے ہوا جبکہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران مالیات اور بیمہ اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات میں کمی دیکھی گئی۔ بحیثیتِ مجموعی حقیقی جی ڈی پی میں خدمات کا تناسب پہلی بار 60 فیصد سے بڑھ چکا ہے (**جدول 2.6**)۔

زمرہ تھوک اور خردہ تجارت کو زراعت اور اشیا سازی میں بہتر کارکردگی کا براہِ راست فائدہ پہنچا۔ اس کے علاوہ درآمدی حجم میں مستقل اضافے کے نتیجے میں یہ ذیلی شعبہ جولائی تامارچ م س18ء کے دوران اپنے 7.2 فیصد نمو کے ہدف کو عبور کر گیا اور بارہ سال کی بلند ترین سطح 7.5 فیصد تک پہنچ گیا۔

دوسری جانب، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کی نمو میں کمی کا سلسلہ متواتر تیسرے سال بھی جاری رہا، اس شعبے میں 3.6 فیصد نمو ہوئی جو م س 17ء میں 4.4 فیصد تھی۔ حالیہ کمی کا اہم سبب روڈ ٹرانسپورٹ اور مواصلات کی مدھم کارکردگی ہے (جدول 2.7)۔

جدول 2.7: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات

	جی وی اے (ارب روپے)		نمو (فیصد)	
	م س17ء[ن]	م س18ء[ع]	م س17ء[ن]	م س18ء[ع]
ریلوے	1,778	4,755	-74.6	167.4
آبی ذرائع نقل وحمل	52,415	49,387	13.4	-5.8
فضائی ٹرانسپورٹ	99,742	110,693	3.6	11.0
پائپ لائن ٹرانسپورٹ	1,890	1,496	-2.4	-1.4
مواصلات	262,467	267,734	5.6	2.0
روڈ ٹرانسپورٹ	1,117,655	1,155,754	4.4	3.4
ذخیرہ	398,45	42,953	7.8	7.8
مجموعہ	**1,575,792**	**1,632,771**	**4.5**	**3.6**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جہاں تک ٹرانسپورٹ کا تعلق ہے روڈ ٹرانسپورٹ میں کمی میں اس لحاظ سے تضاد پایا جاتا ہے کہ زیر جائزہ عرصے میں کار گو ہینڈلنگ کی سرگرمیوں اور کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں اضافہ دیکھا گیا۔ یہ حوصلہ افزا ہے کہ م س 18ء کے دوران ریلوے اور فضائی سفر، دونوں زمروں میں سال بسال نمایاں بہتری آئی، جس میں سے ریلوے کی نمو 167.4 فیصد رہی جو گذشتہ سال 74.6 فیصد سکڑاؤ کا شکار ہوئی تھی۔[30] مستقبل میں بھی نمو کا یہ تسلسل جاری رہنے کی توقع ہے کیونکہ پاکستان ریلوے اپنی "ری وائٹلائزیشن اسٹریٹجی" پر عمل درآمد میں مصروف ہے جس میں مالی استحکام اور خدمات کی فراہمی پر توجہ مرکوز ہے،[31] جبکہ پی آئی اے قلیل سے وسط مدت میں اپنے سروسز ماڈل کی تشکیل نو کے لیے ایک پنج سالہ اسٹریٹجک بزنس پلان کا آغاز کر رہی ہے۔

شکل 2.6: تھری جی/ فور جی کے حصول کا رجحان

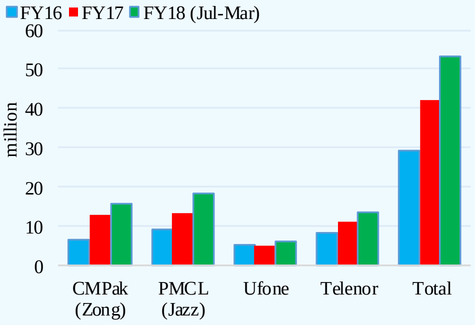

Data source: Pakistan Telecommunication Authority

[30] پاکستان ریلوے کی خام آمدنی میں جولائی تا دسمبر م س 18ء کے دوران سال بسال 26.7 فیصد اضافہ ہوا، اس دوران مسافروں کی تعداد میں 4.7 فیصد، مال برداری میں 55.8 فیصد اور مال برداری سے آمدنی میں 62.1 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔

[31] وزارت ریلوے نے 2014ء میں اپنا وژن 2026ء شروع کیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ نقل وحمل کے شعبے میں ادارے کا حصہ بڑھانے کے لیے ریل کا انفراسٹرکچر بہتر بنایا جائے اور اپنے نیٹ ورک میں نئے انجنوں کا اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ چین سے 205 ویگنیں درآمد کی جانی تھیں جبکہ 595 کو اندرونِ ملک ہی تیار کرنا تھا۔ اس منصوبے کا پہلا مرحلہ 2017ء میں مکمل کر لیا گیا۔

زمرہ مواصلات کی مجموعی کارکردگی پی ٹی سی ایل کے منافع میں محدود نمو کے نتیجے میں متاثر ہوئی۔[32] تاہم مثبت بات یہ ہے کہ رواں مالی سال کے پہلے 9 ماہ کے دوران براڈ بینڈ صارفین کی تعداد 59.6 ملین تک جا پہنچی جس کا مطلب ہے 12 ملین سے زائد صارفین کا اضافہ ہوا۔ اس ضمن میں بڑا حصہ سیلولر نیٹ ورک کے صارفین کا تھا (**شکل 2.6**)۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی گذشتہ رپورٹوں میں بھی بتایا گیا، موبائل براڈ بینڈ سروسز کی آمد سے ملک میں ڈجیٹل اور مالی شمولیت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ تاہم ملک میں انٹرنیٹ اور موبائل ارتباط (connectivity) کا سازگار شمولیتی ماحول لانے میں ابھی بہت وقت لگے گا کیونکہ پاکستان صارف کی آمادگی (ناکافی ڈجیٹل لٹریسی اور مرد / خواتین کی شرکت کا غیر متوازن تناسب) اور متعلقہ مواد کی دستیابی دونوں کے لحاظ سے اپنے علاقائی ہمسایہ ملکوں سے پیچھے ہے (تفصیلات کے لیے **باکس 2.3**)۔

جدول 2.8: مالیات اور بیمہ

	م س18ء میں حصہ	نمو (فیصد)	
		م س17ء	م س18ء
مرکزی بینکاری	1.9	-11.9	3.6
دیگر زری وساطت	86.9	10.7	8.8
جدولی بینک	82.5	9.5	7.2
غیر جدولی بینک	4.4	57.1	52.3
دیگر مالی خدمات بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈ	1.4	0.8	1.1
بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈ	3.7	6.2	2.1
مالی خدمات کی معاون سرگرمیاں	6.1	24.8	-19.0
مالیات اور بیمہ	**100.0**	**10.8**	**6.1**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالیات اور بیمہ کے معاملے میں جدولی بینکوں کے مجموعی اضافہ ٔقدر کی نمو میں ہونے والی کمی اس ذیلی شعبے کی گذشتہ سال کی 10.8 فیصد نمو کو م س18ء کے دوران گھٹا کر 6.1 فیصد تک لے آئی (**جدول 2.8**)۔ پست شرحِ سود کمرشل بینکوں کی نفع یابی کو مسلسل متاثر کر رہی ہیں تاہم دراصل ڈپازٹ کی رقوم میں سست اضافے نے اس شعبے کے منافع کو متاثر کیا۔[33]

باکس 2.3: پاکستان میں انٹرنیٹ کی شمولیت کی صورتِ حال

پاکستان میں انٹرنیٹ کی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔ تھری جی / فور جی سروسز کی آمد سے موبائل فون آپریٹر اداروں نے ملک میں براڈ بینڈ صارفین کی تعداد سرعت کے ساتھ بڑھائی ہے۔ اس کے نتیجے میں خدمات کی فراہمی کو ڈجیٹل روپ دینے کے دروازے کھل گئے ہیں جن سے ای کامرس کا دائرہ کار بڑھا ہے، زرعی معلومات کے ابلاغ میں سہولت آئی ہے، اور حکومت سے شہریوں کو

[32] پی ٹی سی ایل نے 2016ء میں ملازمین کے لیے رضاکارانہ علاحدگی کی اسکیم متعارف کرائی تھی، اسکیم کے تحت ادارے کو یکبارگی اخراجات برداشت کرنے پڑے جنھیں شامل کر لینے کے بعد 2017ء کے دوران سال بسال بنیاد پر بعد از ٹیکس نفع 30.2 فیصد کم ہو گیا۔

[33] جولائی تا مارچ م س2018ء کے دوران بینکوں کے ڈپازٹ 4.8 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 6.4 فیصد بڑھے تھے۔

شکل 2.3.1 : انٹرنیٹ کے شمولیتی اشاریے میں درجہ بندی

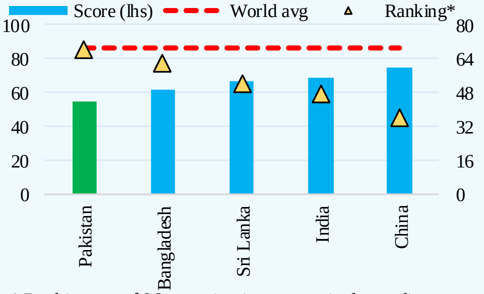

* Ranking out of 86 countries, importance in descending order
Data source: The Economist Intelligence Unit

(جی ٹو سی) متعدد خدمات تک آن لائن رسائی ممکن ہو گئی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ تاہم ملکوں کے باہمی موازنے کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس سلسلے میں، کم از کم طلب کے پہلو سے بہتری کی کافی گنجائش ہے۔

اکنامسٹ کے انٹیلی جنس یونٹ کے انٹرنیٹ کا شمولیتی اشاریہ (Inclusive Internet Index) 2018ء کے مطابق بحیثیت مجموعی پاکستان 86 ممالک میں سے 68 ویں درجے پر ہے۔ جنوبی ایشیا نے 100 میں سے اوسطاً 61 نمبر حاصل کیے جبکہ پاکستان کا اوسط 54.5 رہا (**شکل 2.3.1**)۔ درجہ بندی کے لیے چار پہلوؤں کو زیرِ غور لایا گیا جو دستیابی، قابلِ برداشت اخراجات، مناسبت اور آمادگی تھے۔ پاکستان نے ان چاروں میں ناقص کارکردگی دکھائی (**شکل 2.3.2**)۔

اشاریے میں دستیابی کے پہلو سے جن اظہاریوں کے بارے میں ملکوں کی کارکردگی کا موازنہ کیا گیا ان میں انفرا اسٹرکچر، بجلی، استعمال، اور انٹرنیٹ تک رسائی کا معیار شامل ہیں۔ پاکستان کا درجہ 77 واں ہے کیونکہ استعمال کے لحاظ سے کارکردگی نہایت ناقص ہے۔ ملک میں انٹرنیٹ کے مرد اور خواتین صارفین کی تعداد کے مابین بڑا تفاوت موجود ہے۔ صنفی رسائی کی مساوات کے اعتبار سے پاکستان دنیا میں پست ترین درجے پر ہے جہاں انٹرنیٹ تک رسائی کی شرحوں میں 266 فیصد فرق موجود ہے جبکہ موبائل فون کی ملکیت کے معاملے مردوں کا پلّہ 121.2 فیصد کے فرق سے بھاری ہے۔ یہ صورتِ حال مالی شمولیت کی قومی حکمتِ عملی (این ایف آئی ایس)، جس پر کام جاری ہے، کی روشنی میں پالیسی لانے کا تقاضا کرتی ہے۔

شکل 2.3.2 : اشاریے کے اسکور کا موازنہ

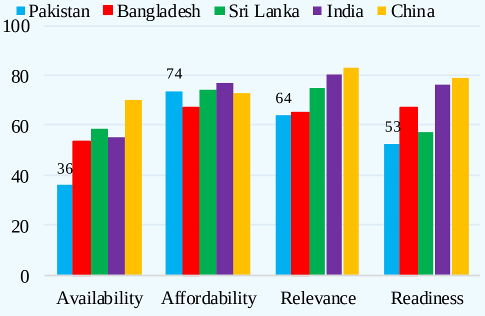

Data source: The Economist Intelligence Unit

صارفین کی آمادگی کے ضمن میں ناقص شرحِ خواندگی اور انٹرنیٹ تک پست رسائی کے سبب پاکستان ڈیجیٹل لٹریسی کے لحاظ سے نیچے سے دوسرے درجے پر ہے۔ تاہم جن چیزوں نے پاکستان کا بحیثیت مجموعی درجہ کچھ بہتر بنا کر اسے 68 ویں درجے پر پہنچایا ہے ان میں پالیسی (این ایف آئی ایس کی صورت میں حکومت کی مرکوز کوششوں کے سبب) اور بھروسہ (جس میں پاکستان دنیا میں 15 ویں درجے پر ہے کیونکہ اسے مستحکم سازگار ضوابط اور حفاظتی پروٹوکولز کی موجودگی کا سہارا حاصل ہے) شامل ہیں۔

پاکستان قابلِ برداشت اخراجات کے لحاظ سے[34] درجہ بندی میں درمیان (43 واں درجہ) میں ہے۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ وائرلیس انٹرنیٹ فراہم کنندگان کا مارکیٹ میں حاوی تناسب اور ان کے مابین مسابقت کی مستحکم سطح (یعنی چند اداروں کی اجارہ داری کی عدم موجودگی) ہے۔ پاکستان کے علاوہ 23 دوسرے ممالک[35]، [36] بھی وائرلیس آپریٹرز کے زمرے میں پہلے درجے پر ہیں۔ تاہم صارف کے پہلو سے کارکردگی اس قدر اچھی نہیں ہے کیونکہ موبائل فون کے حصول کی قیمت بلند ہے اور پری پیڈ اور پوسٹ پیڈ نرخ بھی کافی زیادہ ہیں۔

[34] اشاریے میں ملک کی فی کس آمدنی کی سطح کے لحاظ سے انٹرنیٹ تک رسائی حاصل کرنے کے اعتبار سے قابلِ برداشت اخراجات کی پیمائش کی گئی ہے، نیز انٹرنیٹ کی منڈی میں مسابقت کی سطح (جو قیمتیں کم رکھنے میں مدد دیتی ہے) بھی پیشِ نظر رکھی گئی ہے۔

[35] مسابقتی امور کا تخمینہ لگانے کے لیے ہرش مین–ہرفنڈال اشاریہ استعمال کیا گیا۔

[36] تاہم 2016ء کے وسط میں وارد ٹیلی کام کے موبی لنک کے ساتھ انضمام کے بعد یہ مطلق اسکور متاثر ہوا۔

آخری پیمانہ مناسبت ہے جو یہ پیمائش کرتا ہے کہ لوگوں کو ملکی اور مناسب آن لائن مواد کس حد تک دستیاب ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کسی ملک میں انٹرنیٹ تک آسان رسائی اور افادیت جاننے کا اظہار یہ ہے۔ پاکستان نے علاقائی ملکوں کے مقابلے میں اور بین الاقوامی سطح کے لحاظ سے ناقص کارکردگی دکھائی، اس کا درجہ 86 ملکوں میں 70 واں رہا۔ اگرچہ مقامی زبان میں دستیاب مواد کی مقدار دوسرے ترقی پذیر ملکوں کے مساوی ہی ہے تاہم مقامی طور پر تیار کردہ مواد کی (ای فنانس، ای ہیلتھ، اور ای انٹرٹینمنٹ سہولتوں کے شعبے میں) عدم موجودگی سے پاکستان کی مجموعی درجہ بندی متاثر ہوئی۔ یہاں بھی پاکستان کو جس چیز نے پسماندہ کیا وہ عام خواندگی اور خصوصاً ڈجیٹل اور مالی خواندگی کی پست شرح ہے۔

چنانچہ مجموعی حیثیت میں اس بات پر توجہ دینا ہوگی کہ ڈجیٹل انفراسٹرکچر بہتر بنا کر دائرہ کار کو وسعت دینا اگرچہ ملک کی مجموعی ترقی کے لیے مفید ہے تاہم یہ اس وقت تک ناکافی رہے گا جب تک طلبی پہلو کے عوامل مثلاً شرحِ خواندگی، صنفی مساوات، اور خصوصی مواد کی تیاری اور دستیابی پر بھی ویسی ہی توجہ نہ دی جائے۔ حال میں متعارف کرائی گئی 'ڈجیٹل پاکستان پالیسی 2017ء' اس سلسلے میں خوش آئند قدم ہے، تاہم انٹرنیٹ تک شمولیتی رسائی کے معاملے میں پاکستان کی غیر تسلی بخش کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے مربوط اور مستقل کوششیں درکار ہوں گی۔